جلد ۱۹

شمارہ ۲۰

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اخاء ۱۳۵۷ ھش

اکتوبر ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر

سید عبدالحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماهنامہ انصار اللہ ربوہ

○ اخاء ۱۳۵۷ ہش
○ اکتوبر ۱۹۷۸ء
○ ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ

ایڈیٹر
سید عبدالحی

قیمت سالانہ دس روپیہ
فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم
مطبع ...... ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت .... دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۹ | ماہنامہ اَنْصَارُ اللّٰہ ربوہ | شمارہ ۱۰

اخاء ۱۳۵۷ ہش

مجلس انصار اللہ کے قیام کا مقصد

خدا سے تعلق، خلافت سے وابستگی اور تبلیغ دین

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب جماعت میں ذیلی تنظیموں کا قیام فرمایا تو آپ نے ہر تنظیم کے حالات کی مناسبت سے اس کے اراکین کے لئے ایک معین لائحہ عمل تجویز فرمایا۔ تنظیم کے ایک رکن کی حیثیت سے زندگی کے سفر میں وہ لائحہ عمل اور وہ مقاصد ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنے چاہئیں۔

مجلس انصار اللہ جماعت کے ان افراد کی تنظیم ہے جو بچپن اور جوانی کا چالیس سال کا سفر کر کے نسبتاً پختہ کار ہو کر سنجیدہ زندگی میں قدم رکھتے ہیں۔ مجلس کے بانی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی تقاریر، خطبات اور پیغامات میں ہمارے قیام کے مقاصد متعین فرما دیئے ہیں۔ ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے قرآنی ارشاد کے مطابق ہمیں بار بار ان کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے۔

۱۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۵۶ء میں آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا

"یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالےٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالےٰ کے

نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ازلی اور ابدی ہے اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جائے اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے۔ اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ . . . . اور (دوسرے) یہ کہ تم دعائیں کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرلو. . . . . اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرلو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی"۔ (الفضل ۲۴ مارچ ۱۹۵۷ء)

۲۔ ۱۹۶۲ء کے سالانہ اجتماع کے لئے آپ نے جو پیغام بھجوایا وہ یوں تھا۔

"میں آپ کو آپ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ تبلیغ کریں۔ تبلیغ کریں۔ تبلیغ کریں تبلیغ کریں یہاں تک کہ حق آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے۔ اور دنیا میں صرف محمد رسول اللہ کی حکومت ہو اسی کام کی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں۔ اب دیکھنا ہے کہ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ" (الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

اور مجلس انصار اللہ کے نام اپنے آخری پیغام میں جو اجتماع ۱۹۶۴ء کے موقعہ پر حضور نے بھجوایا تھا آپ نے فرمایا۔

"تمہارا نام انصار اللہ ہے۔ تم نے اس نام کی عزت کا خیال ہمیشہ رکھنا ہے۔ خدا تعالےٰ تمہیں حقیقی معنوں میں انصار بنائے۔ آمین"۔ (الفضل ۱۵ نومبر ۱۹۶۴ء)

اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین

انصار اللہ کا عہد

"اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی پاکیزہ تعلیم

"رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصّہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالتِ مرادیابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدّت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے؟ اور اس کی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔ اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو۔ کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔" (کشتی نوح)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

مناقب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

وَإِنِّیْ أَرَی الصِّدِّیْقَ کَالشَّمْسِ فِی الضُّحٰی ۔ مَاٰثِرُہٗ مَقْبُوْلَۃٌ عِنْدَ ھَوْجَرِ

وَکَانَ لِذَاتِ الْمُصْطَفٰی مِثْلَ ظِلِّہٖ ۔ وَمَھْمَا أَشَارَ الْمُصْطَفٰی قَامَ کَالْجَرِیْ

وَأَعْطٰی لِنَصْرِ الدِّیْنِ أَمْوَالَ بَیْتِہٖ ۔ جَمِیْعًا سِوَی الشَّیْءِ الْحَقِیْرِ الْمُحَقَّرِ

وَلَمَّا دَعَاہُ نَبِیُّنَا لِرِفَاقَۃٍ ۔ عَلَی الْمَوْتِ أَقْبَلَ شَائِقًا غَیْرَ مُدْبِرِ

أَبَادَ ھَوَی الدُّنْیَا لِإِحْیَاءِ دِیْنِہٖ ۔ وَجَاءَ رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ کُلِّ مَعْبَرِ

وَمَا إِنْ أَرٰی وَاللّٰہِ فِی الصَّحْبِ کُلِّھِمْ ۔ کَمِثْلِ أَبِیْ بَکْرٍ بِقَلْبٍ مُعَطَّرِ

(سر الخلافۃ)

○ میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو آفتاب نیم دوپہر کی طرح پاتا ہوں۔ آپ کے مناقب اور اخلاق ایک روشن ضمیر انسان کے نزدیک مقبول ہیں۔

○ آپ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں آپؐ کے سایہ کی طرح تھے۔ جب کبھی آنحضرتؐ نے اشارہ بھی کیا تو آپ ایک بہادر کی طرح اٹھ کر کمربستہ ہوگئے۔

○ آپ نے دین اسلام کی نصرت کے لئے سوائے چند حقیر اشیاء کے گھر کے تمام اموال پیش کردیئے۔

○ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (ہجرت کے موقعہ پر) آپ کو اپنی رفاقت کے لئے بلایا تو آپ موت کے خطرہ کے باوجود انتہائی شوق سے بغیر پیٹھ پھیرنے کے آگے بڑھے۔

○ آپ نے رسول اللہ کے دین کے احیاء کی خاطر دنیوی خواہشات کو مٹا دیا۔ اور ہر گزرگاہ سے گزر کر رسول اللہ کی خدمت میں پیش ہوئے۔

○ خدا کی قسم! مجھے تمام کے تمام صحابہ میں ابوبکرؓ کی طرح معطر دل رکھنے والا نظر نہیں آتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

در مدحتِ خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم

چوں زِ مَن آید ثنائے سرورِ عالی تبار | عاجز از مدحش زمین و آسماں و ہر دو دار

آں مقامِ قُرب کو دارد بدلدارِ قدیم | کس نداند شانِ آں از واصلانِ کردگار

آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو | کس بخوابے ہم نہ دیدہ مثلِ آں اندر دیار

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں | آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیاتِ او | رحمتے زاں ذاتِ عالم پرور و پروردگار

آنکہ دارد قُربِ خاص اندر جنابِ پاکِ حق | آنکہ شانِ او نہ فہمد کس ز خاصان و کبار

احمدِ آخر زماں کو اولین را جائے فخر | آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

(آئینہ کمالات اسلام)

○ مجھ سے اس عالی مرتبہ سردار کی مدح کس طرح ہو سکے گی جس کی مدح سے زمین و آسمان اور دونوں جہان عاجز ہیں

○ قرب کا وہ مقام جو اسے اس محبوبِ ازلی کے ساتھ حاصل ہے اس کی شان واصلانِ بارگاہِ الٰہی میں سے بھی کوئی نہیں جانتا۔

○ جو عنایات محبوبِ ازلی اس پر فرماتا ہے کسی نے وہ خواب میں بھی نہیں دیکھیں

○ وہ خاصانِ حق تعالیٰ کا سردار اور جماعت عاشقاں کا بادشاہ جس کی روح نے محبوب کی ہر منزلِ وصل طے کر لی ہے۔

○ وہ کہ جس کا آنا مبارک تھا۔ جس کی ذات والا شان رب العالمین پروردگار کی طرف سے رحمت بنکر نازل ہوئی۔

○ وہ جو جنابِ الٰہی میں خاص قرب رکھتا ہے اور جس کی شان خواص اور بزرگ بھی نہیں سمجھ پاتے۔

○ احمدِ آخر زماں جو اولین کے لئے جائے فخر ہے اور آخرین کے لئے پیشوا۔ مقام پناہ اور مضبوط قلعہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

سید عبد الحی

شمائل شریفہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ و عادات مبارکہ

۱۔ كَانَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

(مسند احمد بن حنبل)

حضورؐ کو جب کوئی غم پہنچتا تو فرماتے حلیم اور کریم اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

۲۔ كَانَ إِذَا حَلَفَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ (ابن ماجہ)

حضور جب قسم کھاتے تو فرماتے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔

۳۔ كَانَ إِذَا حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ لَا يَحْنَثُ حَتّٰى نَزَلَتْ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ۔ (مستدرک للحاکم)

جب حضورؐ کوئی قسم کھاتے تو اسے ہرگز نہ توڑتے جب تک کہ قسم (توڑنے) کے کفارہ کا حکم نازل نہیں ہوا۔

۴۔ كَانَ إِذَا حُمَّ دَعَا بِقِرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ فَأَفْرَغَهَا عَلٰى قَرْنِهٖ فَاغْتَسَلَ (طبرانی)

حضورؐ کو جب بخار ہوتا تو پانی کا مشکیزہ منگواتے اور اسے سر پر ڈال کر غسل فرماتے۔

۵۔ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

(مسند احمد بن حنبل)

حضورؐ کو جب کسی قوم کے متعلق علم ہو جاتا کہ وہ کوئی شرارت کرنے لگی ہے تو یوں دعا فرماتے کہ اے اللہ! ہم ان کے مقابل تجھے ہی آگے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری

پناہ میں آتے ہیں۔

۶۔ كَانَ اِذَا خَافَ اَنْ يُّصِيْبَ شَيْئًا بِعَيْنِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَلَا تَضُرَّهُ۔

(ابن السنی)

حضورؐ کو جب اندیشہ ہوتا کہ آنکھ میں کوئی تکلیف نہ ہو تو فرماتے۔ اے اللہ اس میں برکت دے اور اسے ہر نقصان اور تکلیف سے محفوظ رکھ۔

۷۔ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ غُفْرَانَكَ۔ (ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل)

جب حضورؐ بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھ سے قابلِ نفرت امور دور فرماکر مجھے محفوظ فرمایا۔ اے اللہ تیری بخشش چاہیے۔

۸۔ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ التُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (ابن ماجہ)

حضورؐ جب گھر سے باہر (کسی سفر پہ) تشریف لے جاتے تو فرماتے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ توکل اللہ پر ہی ہے۔ اور

بدی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

۹۔ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا (ترمذی)

حضورؐ جب گھر سے نکلتے تو فرماتے۔ اللہ کے نام سے اور اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے سفر شروع کرتا ہوں۔ اے اللہ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ ہم پھسلیں۔ یا گمراہ ہو جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے۔ یا ہم بدسلوکی کریں۔ یا ہم سے بدسلوکی ہو۔

۱۰۔ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ رَجَعَ فِيْ غَيْرِهٖ (ترمذی)

حضورؐ جب عید کے دن (عیدگاہ کی طرف) ایک راستے سے جاتے تو دوسرے راستہ سے واپس تشریف لاتے۔

۱۱۔ كَانَ اِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ خَطَبَ عَلٰى قَوْسٍ وَاِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ خَطَبَ عَلٰى عَصًا (ابن ماجہ)

حضورؐ جب جنگ کے دوران تقریر فرماتے تو اپنی کمان کا سہارا لیتے اور جب جمعہ کا خطبہ دیتے تو عصا کا سہارا لیتے۔

جناب شیخ نور احمد صاحب منیر استاذ الجامعہ

۳۱۳ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۱۰۔ حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحب کپورتھلوی

(۱)

آپ کا تعلق سرادہ ضلع میرٹھ سے تھا والد کا نام شیخ حبیب علی تھا جو ضلع بلند شہر میں تھانیدار تھے چونکہ منشی صاحب موصوف نے عرصہ دراز تک کپورتھلہ میں ملازمت کی اس لئے کپورتھلوی کہلانے لگے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۴۵ء کی ہے۔

آپ نے ریاست کپورتھلہ کے محکمہ بندوبست میں ملازمت کا آغاز کیا۔ ایک دفعہ اس محکمہ میں بعض انتظامی اور اقتصادی وجوہات کی بناء پر تخفیف ہوئی تو آپ بھی ملازمت سے فارغ کر دیئے گئے۔ اور واپس اپنے وطن مالوف چلے گئے۔ آپ کے گاؤں میں ایک بزرگ اور پارسا شخص کبھی کبھار آیا کرتے تھے۔ ان کے آنے پر آپ نے ان سے اپنی ملازمت کی خاطر دعا کے لئے گزارش کی۔ انہوں نے بعد توجہ اور دعا کے القائے ربانی سے کہا کہ آپ جہاں سے آئے ہیں وہیں دوبارہ چلے جائیں گے۔

اتفاق ایسا ہوا کہ ریاست کپورتھلہ کے محکمہ بندوبست کے آفیسر نے آپ کو خط تحریر کیا کہ آپ ابھی تک کپورتھلہ واپس نہیں آئے چنانچہ وہاں پہنچنے پر آپ دوبارہ ملازم ہو گئے۔ ملازمت کرتے کرتے آپ کا تجربہ انتظامی امور میں وسیع سے وسیع تر ہو گیا۔ ایک ایسا وقت بھی آیا کہ آپ کو ریاست میں نمایاں مقام حاصل ہو گیا۔ آپ محکمہ فوج میں تبدیل ہو گئے۔ آپ نے ترقی کی اعلےٰ منازل حاصل کیں۔ اور ایک وقت آیا کہ آپ ریاست کی اصطلاح میں ناظر جنگی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ جملہ افسران اور خود کمانڈر انچیف آپ کی محنت، امانت اور دیانتداری کے قدردان تھے۔ آپ نے جس محکمہ میں بھی کام کیا۔ جذبہ اور لگن سے کیا۔ جس کی وجہ سے آپ غیر معمولی عزت و احترام سے دیکھے جاتے۔ آپ کی خوبیاں زبان زد خلائق تھیں۔

(۲)

جب براہین احمدیہ کی کتاب منصۂ شہود پر آئی تو اس کا تذکرہ ہر غیور مسلمان کی زبان پر تھا۔ یہ کتاب کپورتھلہ میں ایک بزرگ حاجی ولی اللہ صاحب نے اپنے مطالعہ کے لئے منگوائی اس بزرگ نے

اس کتاب کا مطالعہ کر کے یہ کتاب منشی صاحب موصوف کو برائے مطالعہ پیش کی۔ منشی صاحب نے اس کتاب کا مطالعہ بڑے غور و فکر سے کیا۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کو شوق اور جستجو ہوئی کہ اس کتاب کے مصنف سے ملاقات کی جائے۔

چنانچہ آپ نے قادیان کا سفر کیا اور پہلے سفر کے بعد ہی آپ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی شخصیت اور نورانی چہرہ نے گہرا اثر کیا اور آپ نے بار بار قادیان جانا شروع کر دیا۔ اور حضور سے آپ کے تعلقات عقیدت اور فدائیت کے ہو گئے۔ براہین احمدیہ کا وہ پُر شوکت حصہ جس میں آئندہ زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں ہیں۔ ان کے مطالعہ کے بعد آپ کا ذاتی تاثر یہ تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خدا رسیدہ بزرگ ہیں۔ منشی صاحب موصوف نے کئی بار بڑے الحاح سے بیعت لینے کے لئے خواہش کا اظہار کیا۔ مگر ان کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جواب ملتا کہ منشی صاحب

"ابھی حکم نہیں ہوا"

اس کے بعد جب بیعت کا اشتہار شائع ہوا تو اس میں تحریر تھا کہ استخارہ مسنونہ کے بعد بیعت کے لئے حاضر ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو بیعت کے لئے اذن ہو تو لدھیانہ آجائیں۔ ورنہ نہ آئیں۔ چنانچہ آپ نے بڑے الحاح اور سوز سے استخارہ کیا تو آواز آئی کہ

"عبد الرحمٰن آ"

چنانچہ بیدار ہونے پر آپ نے علی الصبح لدھیانہ کا سفر اختیار کیا۔ اور ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضور نے آپ کو روزانہ دو سو مرتبہ درود شریف پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ نے اس پر تا وفات عمل کیا۔

۱۹۲۰ء میں آپ ہجرت کر کے قادیان میں مقیم ہو گئے اور مہاجر کہلائے۔ آپ نے ایک رسالہ بنام عبد الرحمٰن بجواب مسیح قادیان ایک مقامی عالم شخص کے اعتراضات کے جواب میں تحریر کیا جس میں معترض کو دندان شکن جوابات دیئے گئے تھے۔

آپ نے ۲۶ جنوری ۱۹۳۷ء کو قادیان میں وفات پائی۔ اور بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ مکرم منشی عبد السمیع صاحب مرحوم کپورتھلوی آپ کے بیٹے تھے۔

"تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو۔ تمہاری تمام کوشش اسی میں صرف ہونی چاہیئے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے۔"

(کشتی نوح)

مسیح کا صلیب سے بچنا

باب دوم

[جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب زاد مجدہ کی تازہ ترین تصنیف "DELIVERANCE FROM THE CROSS." شائع کردہ لنڈن مسجد ۱۹۷۸ء کا اردو ترجمہ از قلم جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف]

مسیح کا منصب

یسوع بنی اسرائیل کا آخری نبی تھا وہ خدا کا بیٹا کہلاتا تھا۔ یہود و نصاریٰ کے مذہبی لٹریچر میں خدا کا بیٹا کے الفاظ بطور استعارہ عام طور پر استعمال ہوتے تھے۔ اور ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جس میں خدا کا بیٹا الوہیت کا مفہوم ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہو۔ اناجیل اور ان سے ملحقہ خطوط میں کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ یسوع نے ان الفاظ کو اپنی الوہیت یا خدائی ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا تھا۔ البتہ خداوند کا لفظ اس کے لئے استعمال ہوا ہے۔ لیکن اس بات کی کوئی شہادت نہیں ملتی کہ جو لوگ اس لفظ کو یسوع کے لئے استعمال کرتے تھے۔ ان کی مراد یہ بتانا ہوتی تھی کہ وہ "خدا" تھا۔ یہ لفظ صرف آقا کے ہم معنی استعمال ہوتا تھا۔ مسیح کے زمانہ کے لمبا عرصہ بعد "خدا کا بیٹا" سے "خدا" مراد لیا جانے لگا۔ اس طرح کہ بیٹا کے لفظ کے یہ معنی لئے جانے لگے کہ یسوع تثلیث کا دوسرا اقنوم ہے۔ تثلیث کا پورا تصور ہی یسوع کے افکار سے اجنبی تھا۔ خدا کا بیٹا سے یسوع کی مراد صرف یہ ہوتی تھی کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ یعنی خدا کا رسول ہے۔ مثلاً یسوع نے کہا۔

"ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔"

(یوحنا ۱۷: ۳)

"میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ جیسا سنتا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی سے نہیں اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔" (یوحنا ۵: ۳۰)

"میرے پاس جو گواہی ہے وہ یوحنا سے بڑی ہے کیونکہ جو کام باپ نے مجھے پورے کرنے کو دیئے یعنی یہی کام جو میں کرتا ہوں وہ میرے گواہ ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے"۔

(یوحنا ۵ : ۳۶)

" اور باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے میری گواہی دی ہے"۔

(یوحنا ۵ : ۳۷)

"تم اس کے کلام کو اپنے دلوں میں قائم نہیں رکھتے۔ کیونکہ جسے اس نے بھیجا ہے۔ اس کا یقین نہیں کرتے"۔

(یوحنا ۵ : ۳۹)

"جس نے مجھے بھیجا ہے وہ سچا ہے" (یوحنا ۸ ، ۲۶)

" اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے اس لئے کہ میں خدا سے نکلا اور آیا ہوں کیونکہ میں آپ نہیں آیا بلکہ اسی نے مجھے بھیجا"۔

(یوحنا ۸ : ۴۲)

"کیونکہ میں آسمان سے اس لئے نہیں اترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں . . .

. . . . اور یہ باپ کی مرضی ہے جس نے مجھے بھیجا ہے"۔ (یوحنا ۶ - ۳۸، ۴۰)

یسوع مسیح کے اوپر کے بیانات سے یہ واضح ہے کہ یسوع نے اپنے آپ کو ہمیشہ خدا کا بھیجا ہوا یعنی خدا کے رسول کے طور پر پیش کیا ہے۔ اناجیل اور قرآن مجید کے مطابق یسوع کی پیدائش سے بھی پہلے اس کا کام خدائی ہدایت کے مطابق بطور ایک خدا کے رسول کے بیان ہوا ہے۔

وہ فرشتہ جو مریم پر ظاہر ہوا اور جس نے بتایا تھا کہ اس کے ہاں ایک لڑکا ہوگا جس کا نام وہ یسوع رکھے۔ اسی نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ خدا اسے اس کے باپ داؤد کا تخت دے گا۔ وہ یعقوب کے گھرانے پر حکومت کرے گا۔ (لوقا ۱ - ۳۲ - ۳۳)

قرآن مجید اس بات کی تائید کرتا ہے کہ مریم سے کہا گیا تھا۔

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ (آل عمران ۴۹-۵۰)

کہ خدا مسیح کو کتاب، حکمت اور تورات اور انجیل سکھائے گا۔ اور وہ بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوگا۔

یہ درست ہے کہ لوقا ۱: ۳۲ اور ۱: ۳۵ میں یسوع کو حق تعالے کا فرزند اور خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ لیکن یہ الفاظ بائیبل کے محاورہ کے مطابق الوہیت یا خدائی میں حصہ دار ہونے کو ظاہر نہیں کرتے۔ چنانچہ زبور (۸۲ : ۶) میں ہم پڑھتے ہیں۔

"میں نے تو کہا تم الٰہ ہو اور حق تعالےٰ کے فرزند ہو۔"

بائبل میں بہت سے مقامات پر خدا کا بیٹا کے الفاظ نبیوں، مقدس لوگوں اور ایمان داروں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اس جگہ ان میں سے چند بطور نمونہ پیش ہیں۔

" اسرائیل میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا ہے"
(خروج ۴ : ۲۲)

" میں اسے (داؤد کو) اپنا پلوٹھا بناؤں گا اور دنیا کا شہنشاہ" (زبور ۸۹ : ۲۷)

"وہ (سلیمان) میرا بیٹا ہوگا اور میں اس کا باپ ہوں گا۔" (۱۔ تواریخ ۲۲ : ۱۰)

" (خدا نے کہا) اب اے میرے بیٹے خداوند تیرے ساتھ رہے اور تو اقبال مند ہو اور خداوند اپنے خدا کا گھر بنا جیسا اس نے تیرے حق میں فرمایا۔"
(۱۔ تواریخ ۲۲ : ۱۱)

"مبارک ہیں جو صلح کراتے ہیں وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔" (متی ۵ : ۹)

" دشمن سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔"
(متی ۵ : ۴۵)

"لیکن جتنوں نے اسے (یسوع کو) قبول کیا اس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی انہیں جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے۔"
(یوحنا ۱ ۔ ۱۲-۱۳)

"جتنے خدا کی روح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ تم کو غلامی کی روح نہیں ملی جس سے پھر ڈر پیدا ہو۔ بلکہ لے پالک ہونے کی روح ملی جس سے ہم ابا یعنی اے باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔ روح خود ہماری روح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں یعنی خدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث بشرطیکہ ہم اس کے ساتھ دکھ اٹھائیں۔ تاکہ اس کے ساتھ جلال بھی پائیں۔" (رومیوں ۸ : ۱۴-۱۷)

" دیکھو باپ نے ہم سے کیسی محبت کی ہے کہ ہم خدا کے فرزند کہلائے۔"
(یوحنا کا پہلا خط ۳ : ۱)

ان سب اقتباسات سے زیادہ پُرمعنی خود یسوع مسیح کی تشریح ہے جو یہ ہے۔

"تب یہودیوں نے پھر اسے مارنے کے لئے پتھر اٹھائے۔ یسوع نے انہیں کہا میں نے باپ کی طرف سے بہت اچھے کام دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کی وجہ سے مجھے

پتھراؤ کرتے ہو؟ یہودیوں نے کہا ہم
تجھے اچھے کام کی وجہ سے پتھراؤ نہیں
کرتے بلکہ تیرے کفر کی وجہ سے پتھراؤ
کرتے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی ہو کر تو اپنے
آپ کو خدا بنا رہا ہے۔" (یوحنا ۱۰: ۳۲-۳۳)

یہ دو ٹوک سوال جو مسیح کے سامنے رکھا گیا کہ کیا وہ خدا ہونے اور تثلیث کی دوسری اقنوم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ جیسا کہ بعد میں اسے اس حیثیت میں دکھایا گیا ہے۔ اس جگہ یسوع کا جواب اس کے ماننے والوں اور پیروی کرنے والوں کو منظور و قبول کرنا چاہیئے۔

"یسوع نے انہیں جواب دیا کیا تمہاری
کتاب میں یہ نہیں لکھا۔ میں نے کہا تم
سب خدا ہو اور حق تعالےٰ کے فرزند۔
اگر اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا
کا کلام آیا۔ اور خدا کا کلام باطل نہیں
تو آیا تم اسے جسے باپ نے مقدس کرکے
دنیا میں بھیجا ہے کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے
اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا
ہوں" (یوحنا ۱۰: ۳۴-۳۷)

نیز "ہم تو اس کی نسل بھی ہیں۔"
(اعمال ۱۷: ۲۹)

یسوع کا یہ جواب اس بات کی پوری وضاحت کر رہا ہے کہ خدا کا بیٹا کے الفاظ جو یسوع نے خود اپنے لئے اور دوسروں نے اس کے لئے استعمال کئے ہیں ان کا مفہوم صرف وہی ہے۔ جو الہامی کتابوں میں دوسروں کے لئے لیا جاتا رہا ہے۔ جس کی ہم کئی مثالیں پیش کر چکے ہیں ان مثالوں میں بھی تو حقیقی خدا ہونے یا اقنوم ثانی ہونے مفہوم نہیں لیا گیا۔ یہ مفہوم یسوع مسیح کے لئے بعد کی پیداوار ہے۔

یہ امر بحث طلب کہ اسی سیاق کلام میں یسوع نے یہ بھی کہا تھا کہ

میں اور باپ ایک ہیں (یوحنا ۱۰: ۱۹)
اور باپ مجھ میں ہے اور میں باپ میں۔
(یوحنا ۱۰: ۳۰)

یہ اعتراف بظاہر اس دعوے کو سہارا دیتا ہے۔ جو یسوع کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کہ وہ صرف بائیبل کے محاورہ کے مطابق ہی خدا کا بیٹا نہ تھا بلکہ وہ خدا کا پورا شریک اور برابری کی بنیاد پر خدائی میں حصہ دار تھا
اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ بائیبل کے محاورہ میں جن الفاظ سے سہارا لیا جاتا ہے۔ وہ معاملہ کو ذرا بھی آگے نہیں بڑھاتیں اور یسوع کی خدائی کی ذرہ بھر گواہی نہیں دیتیں۔ مثالیں ملاحظہ ہوں۔

"اس دن تم جان لوگے کہ میں باپ میں ہوں
تم مجھ میں ہو اور میں تم میں۔"
(یوحنا ۱۴: ۳۰)

"تاکہ سب ایک ہو جائیں۔ یعنی جس طرح
اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں
ہوں وہ بھی ہم میں ہوں اور دنیا ایمان
لائے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے اور وہ
جلال جو تو نے مجھے دیا ہے۔ میں نے انہیں

دیا ہے تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں۔ میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں اور دنیا جانے کہ تو نے ہی مجھے بھیجا ہے۔ اور جس طرح کہ تو نے مجھ سے محبت رکھی۔ ان سے بھی محبت رکھی"۔

(یوحنا ۱۷: ۲۱-۲۳)

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو میرا کلام سنتا ہے اور میرے بھیجنے والے کا یقین کرتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے"۔

(یوحنا ۵: ۲۴)

"اور سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے۔" (افسیوں ۴: ۶)

یسوع مسیح اور خدا کے درمیان امتیاز کو یسوع کے شاگرد اور ابتدائی مسیحی اچھی طرح سمجھتے تھے جیسا کہ ذیل کے اقتباسات سے ظاہر ہے۔

"مختون تو ہم ہیں جو خدا کے روح کی ہدایت سے پرستش کرتے ہیں اور مسیح یسوع پر فخر کرتے ہیں اور جسم کا بھروسہ نہیں کرتے"۔ (فلپیوں ۳: ۳)

"ہمارے نزدیک تو ایک ہی خدا ہے یعنی باپ جس کی طرف سے سب چیزیں ہیں۔ اور ہم اسی کے ہیں۔ اور ایک ہی خداوند ہے۔ یعنی یسوع مسیح جس کے وسیلہ سے ... سب چیزیں ہیں اور ہم بھی اسی کے وسیلہ سے ہیں"۔

(۱۔ کرنتھیوں ۸: ۶)

یسوع نے خود بھی اپنے اور خدا میں امتیاز کیا اور خدائی کو صرف خدا کی طرف منسوب کر کے جو خود اس کا بھی خدا تھا بالکل واضح کر دیا ہے مثلاً وہ کہتا ہے۔

"میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں"۔

(یوحنا ۲۰: ۱۷)

"فقیہوں میں ایک آیا۔ ... اور اس (یسوع) سے پوچھا کہ سب حکموں میں اول کونسا ہے؟ اور یسوع نے جواب دیا کہ اوّل حکم یہ ہے۔ اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ہی خداوند ہے۔ اور تُو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ ..... اور فقیہہ نے اس سے کہا اے استاد بہت خوب! تو نے سچ کہا کہ وہ ایک ہی ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں"۔

(مرقس ۱۲: ۲۹-۳۰ اور ۳۲)

"(خدا) جو مبارک اور واحد حاکم۔ بادشاہوں
کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند
ہے بقا صرف اسی کو ہے۔ وہ اس نور
میں رہتا ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں
ہو سکتی۔ اسے کسی انسان نے نہ دیکھا
ہے نہ دیکھ سکتا ہے۔ اسی کی عزت اور
سلطنت ابد تک رہے۔"
(۱۔تیمتھیس ۶: ۱۵۔۱۶)

عقیدۂ تثلیث

تثلیث کا عقیدہ تقاضا کرتا ہے کہ تینوں شخصیتیں (باپ۔ بیٹا اور روح القدس ہر پہلو میں پورے طور پر ایک دوسرے سے برابری رکھتی ہوں۔ کیونکہ اگر ان میں کسی میں کسی پہلو میں بھی عدم مساوات پائی جائے۔ تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ ایک ان میں سے دوسرے دو سے افضل ہے۔ یا دو تیسری شخصیت سے افضل ہیں اس صورت میں ایک یا دو جو مساوات نہیں رکھتے۔ خدا نہیں ہو سکتے۔ اور صرف وہ ایک جو دوسری دو شخصیتوں سے افضل ہے وہی کائنات کا خدا ہوگا دوسری دو شخصیتیں بھی اس کی مخلوق ہی ہوں گی۔

اناجیل اور خطوط کا ایک سرسری مطالعہ یہ ظاہر کر دیتا ہے۔ کہ اس میں جو خدائی صفات کا ریکارڈ ہے۔ اس کے لحاظ سے صرف باپ ہی سب سے افضل ہے۔ اور یسوع مسیح ان خدائی صفات کے اپنے وجود میں پایا جانے کا مدعی نہیں۔ بلکہ ان صفات کے اپنے وجود میں پایا جانے سے انکار کرتا ہے۔

مثال کے طور پر صرف خدا ہی ساری عزت کا سرچشمہ ہے جیسا کہ کہا گیا ہے۔

"تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے
ہو وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے
ہوتی ہے نہیں چاہتے کیونکر ایمان لا سکتے
ہو؟" (یوحنا ۵: ۴۴)

اس آیات کی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ
الْعِزَّةُ جَمِيعًا (۳۵-۱۱)

جو عزت چاہتا ہے وہ جان لے کہ سب
عزت اللہ کو حاصل ہے۔

پس تمام عزت کا مستحق خدا تعالیٰ ہی ہے۔ انجیل میں لکھا ہے۔

"دیکھو ایک شخص نے یسوع کے پاس
آکر اس سے کہا۔ اے استاد! میں
کونسی نیکی کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی
پاؤں۔ اس نے اس سے کہا تو مجھ سے
نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو
ایک ہی ہے جو خدا ہے۔ لیکن اگر تو
زندگی میں داخل ہونا چاہتا ہے تو حکموں
پر عمل کر۔" (متی ۱۹: ۱۶-۱۷)

یسوع مسیح کو اپنے قادر مطلق ہونے سے انکار تھا۔ چنانچہ زبدی کے بیٹوں کی ماں نے یسوع مسیح سے

کہا۔

"یہ میرے دونوں بیٹے تیری پادشاہی میں ایک تیری دائنی اور ایک تیری بائیں طرف بیٹھیں۔ یسوع نے جواب میں کہا۔ . . . . اپنے دائیں بائیں کسی کو بٹھانا میرا کام نہیں مگر جن کے لئے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا انہی کے لئے ہے۔" (متی ۲۰-۲۳)

پھر یسوع مسیح کا علم بھی خدا کے علم کی طرح وسیع اور کامل نہ تھا۔ چنانچہ اپنی دوسری آمد کے متعلق کچھ نشان بیان کرنے کے بعد اس نے کہا

"اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا۔ مگر باپ۔ (مرقس ۱۳-۳۲)

قرآن مجید اس بات کی تائید کرتا ہے کہ خدا کا علم ہی تمام آسمانوں اور زمین کا احاطہ رکھتا ہے۔ اور انسان کا علم محدود ہے۔ اور اتنا ہی ہے جتنا خدا اسے عطا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ٥

(البقرہ ۲۵۶)

ترجمہ۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ لوگ اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کا علم آسمانوں اور زمینوں پر حاوی ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں وہ بہت بلند اور بہت عظمت والا۔

بظاہر یسوع مسیح صرف خدا سے ہی برابری میں کم نہیں بلکہ وہ تثلیث کی تیسری مبینہ شخصیت (روح القدس) سے بھی برابری میں کم ہے۔ جیسا کہ اس نے خود کہا ہے۔

"اس لئے میں تم سے کہتا ہوں آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر تو معاف کیا جائے گا مگر جو کفر روح کے حق میں ہو وہ معاف نہ کیا جائے گا۔ اور جو کوئی ابن آدم کے حق میں کوئی بات کہے گا وہ اسے معاف کی جائے گی۔ مگر جو کوئی روح القدس کے برخلاف کوئی بات کہے گا وہ اسے معاف نہ کی جائے گی نہ اس عالم میں نہ آنے والے عالم میں۔" (متی ۱۲: ۳۱-۳۲)

قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ ہر دعا میں مخاطب خدا کو کرنا چاہیئے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ ۔ (۱۳: ۱۵)

یعنی سچی دعا خدا سے ہی ہو سکتی ہے جنہیں

وہ لوگ خدا کے سوا دعائیں پکارتے ہیں وہ انہیں بالکل کوئی جواب نہیں دے سکتے۔

یسوع مسیح کو دعا کرنے کی عادت تھی مثلاً لکھا ہے :-

"وہ (یسوع) جنگلوں میں الگ جا کر دعا کیا کرتا تھا" (لوقا ۵ : ۱۶)

"وہ پطرس اور یوحنا اور یعقوب کو ہمراہ لے کر پہاڑ پر دعا کرنے گیا" (لوقا ۹:۲۸)

"(یسوع نے کہا) جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے وہ سب تم کو ملے گا"
(متی ۲۱ : ۲۲)

"پھر ایسا ہوا کہ وہ کسی جگہ دعا کر رہا تھا جب کر چکا تو اس کے شاگردوں میں سے ایک نے اس سے کہا جیسا یوحنا نے اپنے شاگردوں کو دعا کرنا سکھایا تو بھی ہمیں سکھا۔ اس نے ان سے کہا جب تم دعا کرو تو کہو اے باپ! تیرا نام پاک مانا جائے" (لوقا ۱۱ : ۱ و ۲)

اس طرح یسوع مسیح کی تمام دعائیں اور اس کے شاگردوں کی دعاؤں میں مخاطب خدا ہوتا تھا۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ دعا مانگنے والے ہیں اور جس خدا سے دعا مانگی جائے برابری اور مساوات موجود نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ جو امید دینے اور اسے قبول کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یسوع مسیح میں یہ قدرت موجود نہ تھی کیونکہ اگر اسے بھی یہ قدرت ہوتی۔ تو خود اس کا دعائیں مانگنا ایک بے معنی فعل ہوتا۔ اگر وہ تثلیث کا اقنوم ثانی ہوتا تو اس طرح وہ خدا ہوتا۔ تو اس صورت میں اسے دعا مانگنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ کیونکہ وہ اس صورت میں جو کچھ چاہتا اسے اس کی خود قدرت حاصل ہوتی۔

یہ مضمون اس کی ان دعاؤں سے خوب واضح ہوتا ہے۔ جو اس نے گتسمنی کے باغ میں کیں جبکہ وہ منہ کے بل گرا اور یہ کہتے ہوئے دعا کی:

"اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے۔
(متی ۲۶ : ۳۹)

اس دعا کے خاص مفہوم پر تو ہم آگے چل کر روشنی ڈالیں گے۔ اس جگہ ہمارا مقصد صرف یہ دکھانا ہے کہ یسوع مسیح اور خدا کے درمیان تعلق ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک نیک خادم اور اس کے معزز آقا کے درمیان ہوتا ہے۔ "نہ جیسا کہ میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے" اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ یسوع مسیح کے نزدیک خدا کی مرضی اس کی اپنی مرضی پر فضیلت رکھتی ہے۔ اور یہ کہ یسوع کی مرضی خدا کی مرضی کے تابع تھی۔ جیسا کہ اس نے خود بھی کہا ہے کہ

"میں آسمان سے اس لئے نہیں اترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اس لئے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے موافق عمل کروں" (یوحنا ۶ : ۳۸)

جناب شیخ عبد القادر صاحب فاضل

وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (القرآن)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلام کی روشنی میں

نزولِ قرآن کے وقت عیسائی مختلف مکاتیبِ فکر میں بٹے ہوئے تھے۔ اکثریت کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر مر گئے۔ تیسرے دن زندہ ہو گئے۔ زندہ ہونے کے بعد حواریوں اور دوسرے لوگوں سے ان کی ملاقاتیں ہوئیں اور چالیس دن کے بعد آپ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ دوسرا مکتبِ فکر بھی موجود تھا اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح کو صلیب مطلقاً دی ہی نہیں گئی صلیب پانے والا شمعون کرینی تھا۔ حضرت مسیح نے اپنی شکل بدل لی اور صلیب دوسرے شخص کو مل گئی۔ حضرت مسیح صلیب کے پاس کھڑے اپنے دشمنوں کی بے وقوفی پر ہنس رہے تھے۔ باطنی فرقہ کے صحیفے مصر کے آثار سے ملے ہیں۔ ان سے مسیح کے واقعہ صلیب کے متعلق عیسائی عقیدہ کے ارتقا کا پتہ ملتا ہے۔ ابتدائی عقیدہ یہ تھا کہ مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن صلیبی موت سے بچا لیا گیا۔ بعد کے نوشتوں میں ہے کہ صلیب پانے والا شخص شمعون کرینی تھا۔ حضرت مسیح نے اپنی شکل تبدیل کر لی تھی۔ اس طرح انہیں کوئی پہچان نہ سکا

پھر یہ عقیدہ بھی تھا کہ مسیح کا ایک مادی پیکر تھا اور ایک روحانی۔ مادی جسم نے صلیب کے مصائب برداشت کئے جبکہ "زندہ مسیح" پاس کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اب آئیے شام اور ایڈیسہ کی سُریانی کلیسیا کی طرف۔ دورِ اوّل کے سُریانی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ اتار لئے گئے تھے ان کی حالت مُردہ کے مشابہ تھی۔ دراصل وہ مرے نہیں تھے۔ اس کے بعد ایک دوسرا مکتبِ فکر پیدا ہوا جس کا عقیدہ تھا کہ صلیب پانے والا کوئی دوسرا شخص ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا ہی نہیں گیا۔

پہلا عقیدہ قرنِ اوّل کی سُریانی نظموں میں پیش کیا گیا۔ دوسرا ایک سُریانی صحیفہ میں جس کا ترجمہ دسویں صدی میں سُریانی سے عربی میں ہوا۔ مترجم عبد الجبار تھے جو عالمِ اسلام کے ایک متبحر اور جیّد عالم تھے۔ یہ عربی صحیفہ استنبول کی لائبریری میں موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت یہ عقیدہ رائج

تھا کہ صلیب پانے والا ایک دوسرا شخص تھا۔ حضرت مسیح کو تو صلیب نے چھوا بھی نہیں۔ اب آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن حکیم نے اس باب میں کیا فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

سورۃ نساء کی آیہ مبارکہ یہ ہے۔

مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ
وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔

حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ انہوں نے اسے صلیب پر لٹکا کر مارا۔ بلکہ وہ ان کے لئے (مصلوب) کے مشابہ بنا دیا گیا۔

مطلب یہ کہ مسیح کو صلیب پر لٹکانے کے بعد سکتہ (COMA) کی حالت میں جانے کی وجہ سے لوگوں نے خیال کیا کہ وہ صلیب پر مر گئے ہیں وہ کالمَوتیٰ تھے۔ لوگوں کو دھوکہ لگا اور صلیبی موت کا عقیدہ مشہور ہو گیا قرآن حکیم نے اصل حقیقت بیان کر دی۔ لیکن افسوس کہ عیسائی روایات کے تتبع میں وَلٰکِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کے معنے غلطی سے یوں کئے جاتے ہیں کہ کوئی شخص مسیح سے مشابہ بنایا گیا۔ حالانکہ معنے یہ ہیں کہ وہ (یعنی مسیح) ان کے لئے مشابہ (موت) بنایا گیا

"یہ صریح غلطی ایک قدیم [illegible] کی گئی ہے۔ ورنہ الفاظ قرآنی اس کے متحمل نہیں شبہ کی ضمیر صرف حضرت مسیح کی طرف جا سکتی ہے جن کا ذکر چل رہا ہے اور کسی ایسے شخص کی طرف ہرگز نہیں جا سکتی جس کا ذکر قرآن شریف میں کہیں بھی نہیں جو مسیح کی جگہ قتل وصلیب سے مرا ہو۔"

انکشافات جدیدہ نے فیصلہ کی ایک آسان راہ پیدا کر دی ہے۔ اگر حضرت مسیح صلیب سے بچا لئے گئے، اور اس کے بعد انہوں نے طویل عمر پائی۔ تو انہوں نے خود بھی تو کہیں اصل حقیقت کا اظہار کیا ہوگا۔ آیئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ کیا بیتی؟

قرن اوّل کے عیسائیوں کی ۴۲ سُریانی نظمیں آثار سے منکشف ہوئی ہیں۔ ان نظموں کی خصوصیت یہ ہے کہ بعض میں حضرت مسیح علیہ السلام خود دنیا سے مخاطب ہیں۔ نظم ۲۸ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے بایں الفاظ اپنی فرضی موت کی حقیقت بیان کی ہے۔

"They who saw me marvelled at me because I was persecuted, and They supposed that I was swallowed up: for I seemed to them as one of the lost, ... And they sought for my death and did not find it."

"جنہوں نے مجھے دیکھا وہ حیرت میں گم تھے۔ کیونکہ میں نشانہ تعذیب بنایا گیا اور انہوں نے یہ فرض کر لیا تھا کہ موت مجھے نگل چکی ہے

اس لئے کہ مَیں انہیں ایسا دکھائی دیا جیسے کوئی مُردوں میں سے ایک ہو.... وہ میری موت کے متلاشی تھے۔ لیکن اسے نہ پا سکے۔"

The Lost Books of the Bible Part II The Forgotten books of Eden.
"Odes of Solomon"
No 28: 8.15

اس نظم میں وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ والا مضمون ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ان کے لئے "مشابہ بمردہ" تھے۔ ان کی بجائے کوئی دوسرا شخص مصلوب نہیں ہوا تھا۔ سُریانی مناجات کے مترجم جیمس رینڈل ہیرس ایک مشہور اور عظیم عالم گزرے ہیں۔ نظم ۲۸ پر نوٹ دیتے ہیں کہ اس نظم میں شاعر مسیح کی زبان سے بول رہا ہے۔

The Odes of Solomon
By Rendel Haris P.129

مصر کے ایک گاؤں "ناج حمّادی" میں پھاوڑے کی ضرب سے اتفاقاً ایک قبر کھل گئی۔ اس میں باطنی فرقہ کی لائبریری کے ایک مٹکے میں بند ۵۲ نوشتے بارہ سو اوراق پارینہ پر مشتمل دستیاب ہوئے۔ یہ صحیفے قرن اول سے لے کر چوتھی صدی تک کے ہیں۔ دوسری صدی کے صحیفہ میں ہے کہ حضرت مسیح کو حوالہ صلیب ضرور کیا گیا۔ لیکن مرکر زندہ ہونے کا عقیدہ ایک غلطی ہے (انجیل فلپ) بعد کے ایک صحیفہ میں ہے کہ ان کی بجائے

شمعون کرینی کو صلیب دیا گیا۔

حضرت مسیحؑ کی طرف ایسے فقرے منسوب کر دیئے گئے کہ سارے صلیبی مصائب شمعون کرینی نے اٹھائے ہیں تو پاس کھڑا ان کی حماقت اور بے وقوفی پر ہنس رہا رہا تھا۔ یا یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ ظاہری جسم کو حوالہ صلیب کیا گیا۔ باطنی زندہ مسیح ہنس رہا تھا۔

The Nag Hammadi Library in English
Page 332, 334

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ ابتدائی عقیدہ یہی تھا۔ حضرت مسیحؑ نے بھی اس کا اظہار کیا کہ ان کو صلیب دیا گیا۔ لیکن صلیبی موت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا۔ اس تاریخی حقیقت کو قرآن کریم نے پیش کیا اور کاسر الصلیب نے اسے اجاگر کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ الآیہ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا الآیہ۔ یعنی یہودیوں نے نہ حضرت مسیح کو درحقیقت قتل کیا۔ اور نہ بذریعہ صلیب ہلاک کیا۔ بلکہ ان کو محض ایک شبہ پیدا ہوا کہ گویا حضرت عیسےٰ صلیب پر فوت ہوگئے ہیں اور ان کے پاس وہ دلائل نہیں ہیں جن کی وجہ سے ان کے دل اس بات

پر مطمئن نہیں ہو سکیں کہ یقیناً حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیب پر جان نکل گئی تھی"۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ بظاہر مسیح صلیب پر کھینچا گیا۔ اور اس کے مارنے کا ارادہ کیا گیا مگر یہ محض ایک دھوکا ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے ایسا خیال کر لیا کہ درحقیقت حضرت مسیح علیہ السلام کی جان صلیب پر نکل گئی تھی بلکہ خدا نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے۔ جن کی وجہ سے وہ صلیبی موت سے بچ رہا۔ اب انصاف کرنے کا مقام ہے کہ جو کچھ قرآن کریم نے یہود اور نصاریٰ کے برخلاف فرمایا تھا۔ آخر کار وہی بات سچی نکلی۔ اور اس زمانہ کی اعلیٰ درجہ کی تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح درحقیقت صلیبی موت سے بچائے گئے تھے۔

آگے چل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ یعنی یہود نے مسیح کو جان سے مارا نہیں ہے لیکن خدا نے ان کو شبہ میں ڈال دیا۔ کہ گویا جان سے مار دیا ہے۔ اس سے راستبازوں کو خدا تعالےٰ کے فضل پر بڑی امید بڑھتی ہے کہ جس طرح اپنے بندوں کو چاہے بچا لے"

(مسیح ہندوستان میں صفحہ ۴۹، ۵۰)

"اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھلاوے گا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں"۔ (کشتی نوح)

(مسیح کا صلیب سے بچنا بقیہ صفحہ ۱۸)

یہ بات خدا اور یسوع مسیح کے درمیان اس کے تعلق کا ایک واضح بیان ہے۔ جو خدا اور اس کے نبی کے درمیان پایا جاتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں ہم کہیں یہ نہیں پاتے کہ باپ نے کبھی بیٹے سے دعا کی ہو۔ یہ امر اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خدا ہی بڑا ہے۔ اور بیٹا اس کا نائب ہونے کی وجہ سے اس سے کم مرتبہ رکھتا ہے وہ صرف ایک آقا کے خادم کی طرح ہے۔ (باقی)

جناب مولوی محمد صادق صاحب سماٹری

النّبوۃ والرسالۃ

[جناب مولوی صاحب جماعت میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا طویل عرصہ مشرق بعید کے ممالک ملائیشیا، سنگاپور اور انڈونیشیا میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ میں گزارا ہے۔ زیر نظر مضمون کی تدوین اور ترتیب میں آپ نے یہ مقصد پیش نظر رکھا ہے۔ کہ جہاں مضمون سادہ، عام فہم اور مثبت انداز کا ہو وہاں اس کے مطالعہ سے ان تمام شبہات اور اعتراضات کا بھی ازالہ ہو سکے جو مسئلہ نبوت کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے اذہان میں پیدا ہوتے ہیں۔ نیز ان خود ساختہ معیارات صداقت کی اصل قدر معلوم ہو سکے۔ جن کو بنیاد قرار دیکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی صداقت کو پرکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس مضمون کی تدوین کے لئے صرف ایسی کتب کا انتخاب کیا گیا ہے جو اسلامی لٹریچر میں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہر حوالہ اصل کتاب کو دیکھ کر درج کیا گیا ہے۔ اس لئے اس کی صحت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے]

انسان

خدا تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے۔ اور اسے استعداد طبعی اور عقل سے مشرف فرما کر تمام مخلوقات سے ممتاز ٹھہرایا ہے۔ اور پھر تمام کائنات کو اس کے لئے مسخر کر دیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی ترقی کے لئے غیر محدود راستے کھول دیئے ہیں۔ اور ادھر اس کے لئے ایسے مواقع مہیا کئے گئے ہیں۔ کہ وہ اپنے رب سے محبت کا تعلق قائم کر سکے جس کے نتیجہ میں اسے دائمی زندگی اور حقیقی خوشحالی حاصل ہو۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ انسان عموماً عقل سے کام نہیں لیتا۔ اپنی حیثیت کو نہیں سمجھتا۔ اور دائمی خوشحالی کو کھو بیٹھتا ہے۔

عقل وفکر

بے شک عقل وفکر ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ہر امر میں صحیح فیصلہ دیتی ہے، وہ تو مادی امور میں بھی عموماً دھوکا کھا جاتی ہے۔ چہ جائیکہ کوئی باطنی یا روحانی امر ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ (سورۃ الاسراء آیت ۸۵)

کہ تمہیں جو علم عطا ہوا ہے وہ بہت قلیل ہے۔

جب علم تھوڑا ہو تو انسان بھٹک سکتا ہے اور ٹھوکریں کھا سکتا ہے۔ حضرت شیخ عبد الوہاب الشعرانی

فرماتے ہیں:۔

اَلْفِکْرُ کَثِیْرُ الْخَطَاءِ فِی الْاِلٰھِیَّات۔

(الیواقیت والجواھر جز ۱ صفحہ ۲۴)
(مطبوعہ مصر)

کہ روحانی معاملات میں فکرِ انسانی اکثر غلطی کھاجاتی ہے۔

نبوت ورسالت

پس ضروری تھا کہ انسان کو اندھیروں سے نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنا نور نازل فرماتا۔ اور اس کی کمزوری کے علاج کے لئے اپنی طرف سے طبیب مبعوث فرماتا۔ چنانچہ اس نے محض اپنے فضل سے ایسا ہی کیا۔ اور سلسلہ نبوت جاری فرمایا۔ پس نبوت ایک نور ہے جو انسان کو روشنی بخشتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ نبی ایک ڈاکٹر ہے۔ جو بنی نوع انسان کی تمام روحانی بیماریوں کا علاج کرتا ہے۔

(۲) علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:۔

اَلنُّبُوَّۃُ ھِیَ النُّوْرُ الْاَعْظَمُ

(مقدمہ ابن خلدون مقدمہ سادسہ صفحہ ۸۴)

کہ نبوت ایک بہت بڑا نور ہے۔

(۳) الشیخ محمد بن احمد السفارینی اپنی کتاب شرح العقیدہ لوائح الانوار البھیہ جز ۲ الباب الخامس صفحہ ۲۴۸ مطبوعہ مصر پر لکھتے ہیں:۔

فَاِنَّ الرِّسَالَۃَ رُوْحُ الْعَالَمِ
وَنُوْرُہٗ وَحَیَاتُہٗ

کہ نبوت و رسالت عالم کائنات کی روح اور نور اور حیات ہے۔

انبیاء طبیب

(۴) حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ اپنی کتاب احیاء علوم الدین جز ۱ صفحہ ۲۸ مطبوعہ مصر پر تحریر فرماتے ہیں

اَلْاَنْبِیَاءُ اَطِبَّاءُ الْقُلُوْبِ

کہ انبیاء کرام دلوں کے طبیب ہیں۔

(۵) علامہ ابن تیمیہ الحرانی لکھتے ہیں:۔

وَالْاَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اَطِبَّاءُ الْاَدْیَانِ فَھُمْ اَعْلَمُ النَّاسِ بِمَا یُصْلِحُ الْقُلُوْبَ وَیُفْسِدُھَا۔

(فتاوٰی ابن تیمیہ جزء ۲ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ مصر)

کہ انبیاء علیہم السلام مذہبی طبیب ہیں۔ پس وہ خوب جانتے ہیں ان باتوں کو جو دلوں کی اصلاح کرتی ہیں اور انہیں بگاڑتی ہیں۔

(۶) حضرت امام فخر الدین الرازی فرماتے ہیں۔

اَلْاَنْبِیَاءُ کَالْاَطِبَّاءِ الْحَاذِقِیْنَ

(التفسیر الکبیر للرازی جزء ۵ صفحہ ۲۹)

کہ انبیاء علیہم السلام ماہر اطباء کی طرح ہوتے ہیں۔

قرآن مجید کی وضاحت

ان دونوں امور کو خدا تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں صراحت سے بیان فرمایا ہے۔ فرمایا:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝

(سورۃ النساء آیت ۱۷۳)

اے لوگو! ضرور آچکی ہے تمہارے پاس ایک کھلی دلیل تمہارے رب کی طرف سے اور اتارا ہے ہم نے تمہاری طرف نور روشن کرنے والا۔

دوسری جگہ فرمایا:۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (سورہ مائدہ آیت ۱۷)

کہ ضرور آچکا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب جو تمام روحانی امور کو کھول کر بیان کرنے والی ہے۔

ان دونوں آیات میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو نور قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح ایک اور موقعہ پر فرمایا:۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(بنی اسرائیل آیت ۸۳)

یعنی ہم اتار رہے ہیں قرآن جو مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے

اس کی تائید ایک دوسری آیت سے ہوتی ہے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۔

(سورہ یونس آیت ۵۷)

اے لوگ ضرور آچکی ہے تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک کتاب جو سراسر نصیحت ہے۔ اور ہر بیماری کے لئے جو سینوں میں پائی جاتی ہے شفا دینے والی ہے۔

ان دونوں آیات میں قرآن کریم اور اس میں بیان کردہ تمام امور کو شفاء قرار دیا گیا ہے۔

غور فرمائیے کہ اگر اندھیرے ہی اندھیرے ہوتے اور ان کے زائل کرنے کے لئے نور نازل نہ کیا جاتا، دنیا میں بیماری ہی بیماری ہوتی اور ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے کوئی دوا یا معالج نہ ہوتا۔ تو بنی نوع انسان کا کیا حشر ہوتا۔ یقیناً وہ ہلاک اور برباد ہو جاتے۔

نبوت رحمت ہے

پس نبوت کا سلسلہ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم احسان ہے۔ اور اس کا بڑا فضل اور رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۔ (سورہ دخان آیت ۵-۶)

کہ ہم رسول بھیجا کرتے ہیں۔ اور اے محمد یہ تیرے رب کی رحمت کا نتیجہ ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ
مُّلُوْكًا (سورہ المائدہ آیت ۲۰)

کہ اے محمد! یاد کرو جب کہا تھا
موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ اے میری قوم
یاد کرو تم اللہ کے احسان کو جو تم پہ ہوا۔
کیونکہ اس نے تم میں نبی بھی بنائے۔ اور
تمہیں بادشاہ بھی بنایا

نبوت کی خواہش

(۱) اسی لئے خدا تعالیٰ کے انبیاء نے بھی ہمیشہ یہ خواہش کی بلکہ اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان کی اولاد کو بھی یہ نعمت حاصل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو بھی اس عظیم نعمت سے نوازے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس عظیم نعمت کا وعدہ دیا گیا۔ تو آپ نے عرض کیا۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (سورہ البقرہ آیت ۱۲۴) کہ اے اللہ میری اولاد کو بھی اس نعمت سے نوازیو۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔
"کاش کہ خداوند کے سارے بندے
نبی ہوتے۔ اور خداوند اپنی روح ان میں
ڈالتا" (دیکھیں کتاب گنتی باب ۱۱ آیت ۲۹)

(۳) عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے دعا کی۔
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔
(سورۂ آل عمران آیت ۵۴)

اس کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں۔ اَكْتُبْنَا فِيْ زُمْرَةِ الْاَنْبِيَآءِ (التفسیر الکبیر للامام الرازی جزء ۲ صفحہ ۵۶۴) کہ ہمیں زمرۂ انبیاء میں داخل کیجیو۔

(۴) حضرت امام رازی آیت وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ (سورہ الانعام آیت ۸۵) کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

مِنْ اَعْظَمِ اَنْوَاعِ السُّرُوْرِ عِلْمُ
الْمَرْءِ بِاَنَّهٗ يَكُوْنُ مِنْ عَقِبِهِ
الْاَنْبِيَآءُ وَالْمُلُوْكُ
(التفسیر الکبیر جزء ۴ صفحہ ۸۳)

یعنی خوشی کی بہت بڑی قسموں میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ انسان کو پتہ چل جائے کہ اس کی نسل سے انبیاء اور بادشاہ پیدا ہوں گے

مسلمانوں کی دعا

۵۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن لوگ بھی دعا کرتے ہیں وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان آیت ۷۴) کہ اے ہمارے رب ہمیں حقیقی متقی لوگوں کا امام بنا۔ اس آیت کے متعلق امام الرازی لکھتے ہیں۔

قَالَ بَعْضُهُمْ فِي الْاٰيَةِ مَا
يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الرِّيَاسَةَ فِي
الدِّيْنِ يَجِبُ اَنْ تُطْلَبَ وَ
يُرْغَبَ فِيْهَا۔
(التفسیر الکبیر جزء ۶ صفحہ ۳۵۹)

یعنی بعض علماء نے کہا ہے کہ اس آیت میں

ایک مضمون ہے جو دلالت کرتا ہے کہ واجب ہے کہ دین میں بلند سے بلند درجہ طلب کیا جائے۔ اور اس کا شوق ہو۔

(۶) "اَلْاِکْلِیْل فِی الْاِسْتِنْبَاطِ التَّنْزِیْل" میں علامہ جلال الدین سیوطی اس آیت کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ الْقَفَّالُ وَغَیْرُہٗ مِنَ الْمُفَسِّرِیْنَ فِی الْاٰیَۃِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ طَلَبَ الرِّیَاسَۃِ فِی الدِّیْنِ وَاجِبٌ۔

کہ امام قفال شاشی اور دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ دین میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ تلاش کرنا واجب ہے۔

(۷) علامہ شیخ معین بن صفی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "جامع البیان" میں اس آیت کے ماتحت لکھتے ہیں:۔

اَئِمَّۃً یُقْتَدٰی بِنَا فِی الْخَیْرِ وَلَنَا نَفْعٌ مُتَعَدٍّ اِلٰی غَیْرِنَا

کہ ہمیں ایسے امام بنا جن کی نیکیوں میں اقتدا کی جائے اور ہم اپنے غیر کو نفع پہنچانے والے ہوں۔

اس کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ کَالْاَنْبِیَاءِ انبیاء کی طرح جو خود نیک ہوتے ہیں اور پھر نیکیوں میں ان کی اقتدا کی جاتی ہے۔

(۸) سورۃ الانبیاء کی آیت ۷۳ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے متعلق فرمایا ہے۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ

کہ ہم نے انہیں امام بنایا جو حکم دیتے تھے ہمارے حکم کے مطابق اور ہم نے وحی کی ان کی طرف نیکیوں کے کرنے کی۔

ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں۔

اِنَّ هٰذِهِ الْاِمَامَةَ هِیَ النُّبُوَّةُ

(التفسیر الکبیر جزء ۶ صفحہ ۱۱۶)

کہ اس امامت سے مراد نبوت ہے۔

پس جب کوئی متقی لوگوں کا امام بنے گا تو وہ نبی ہی ہوگا۔

کیا نبوت مانگنا منع ہے۔

ممکن ہے کسی کے دل میں شبہ پیدا ہو کہ نبوت کا مانگنا تو منع ہے کیونکہ وہ موہبت اور فضل ہے۔

(۱) اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دعا مانگنا تو جائز نہیں۔ کہ اے خدا مجھے نبی بنا۔ کیونکہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں اس لائق ہوں کہ مجھے نبوت اور رسالت دی جائے اس کے متعلق صرف اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ فرما سکتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

رِسَالَتَهٗ (سورۃ الانعام آیت ۱۲۴)

کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت (اور نبوت) کہاں رکھے۔

ایسا کیوں فرمایا وجہ یہ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی بعض لوگ کہتے تھے کہ نبوت کے ہم حقدار ہیں نہ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)

قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ وَاللّٰهِ
لَوْ كَانَتِ النُّبُوَّةُ حَقًّا لَكُنْتُ
اَنَا اَحَقَّ بِهَا مِنْ مُحَمَّدٍ
فَاِنِّيْ اَكْثَرُ مِنْهُ مَالًا وَّ
وَلَدًا (التفسیر الکبیر جزء ۴ ص۱۲۱)

"کہ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ خدا کی قسم اگر نبوت حق ہوتی تو محمد کی نسبت اس کا میں زیادہ حقدار تھا کیونکہ میرا مال بھی اس سے زیادہ ہے اور میری اولاد بھی۔"

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس خیال میں مبتلا تھا کہ مال اور اولاد انسان کو نبوت کا حقدار بنا دیتی ہے۔

پھر یہود نے کہا

نَحْنُ اَوْلٰى بِالْمُلْكِ وَالنُّبُوَّةِ
فَكَيْفَ نَتَّبِعُ الْعَرَبَ۔

(تفسیر الخازن جزء ۱ ص۴۳)

کہ ہم بادشاہت اور نبوت کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس لئے ہم عرب کی پیروی کیسے کر سکتے ہیں؟

مدعا یہ کہ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ نبوت کا زیادہ حقدار ہے۔ اور نہ ہی کوئی قوم ایسا کہنے کی مجاز ہے۔ البتہ ہر شخص اور ہر قوم اس بات کی مجاز ہے کہ وہ دعا کرے کہ ہمیں خدا تعالیٰ اپنی اُن سب اعلیٰ نعمتوں سے نوازتا چلا جائے۔ جن میں ایک نبوت بھی شامل ہے۔ لیکن اپنی ذات کو نبوت کے لئے پیش نہ کرے۔ پھر اگر خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسے یا اس کی قوم کو مناسب حال نعمتوں سے نواز دے گا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے امام (نبی) بنانے کی اطلاع دی۔ تو انہوں نے عرض کی وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۴) کہ اے اللہ میری اولاد کو بھی اس نعمت سے حصہ دینا۔

(۲) اسی طرح آپ نے اپنی اولاد میں (جو عرب میں ہونے والی تھی) ایک عظیم الشان نبی کے مبعوث کئے جانے کی درخواست کی فرمایا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا
مِّنْهُمْ (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۹)

کہ اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرما۔

چنانچہ یہ دونوں دعائیں قبول ہوئیں۔ آپ کی نسل میں سے بہت سے افراد کو نبوت عطا کی گئی۔ اور وہ نبی بھی مبعوث ہوا جس کے متعلق تمام بڑے بڑے مشہور انبیاء نے پیشگوئی فرمائی تھی۔

(باقی دیکھیں ص۴۱ پر)

مکرم اخوند فیاض احمد صاحب لاہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(قسط دوم)

[پہلی قسط میں جناب اخوند صاحب نے قرآن کریم کی سورۃ الجمعہ سے یہ استدلال کیا تھا کہ مسیح و مہدی علیہ السلام کی بعثت کے چار مقاصد ہیں۔ تلاوت آیات تزکیہ تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت۔ ان میں سے پہلے مقصد کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کے سامنے زندہ خدا کا زندہ کلام پیش کیا۔ اس ضمن میں آپنے دو پیشگوئیاں دی ہیں۔ ایک پیشگوئی جو پنڈت لیکھرام کے متعلق تھی اور دوسری پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جس کی تفصیل اس قسط میں پیش خدمت ہے۔ ادارہ]

خاص تزوج اور عظیم المرتبہ فرزند مصلح موعود کا نشان

حضور فرماتے ہیں:۔

"جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے گویا اس جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ باتیں ضرور پوری ہونگی"

(ضمیمہ انجام آتھم)

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت حضور کی شادی دہلی کے ایک بہت معزز اور شریف خاندان سادات میں حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ اور اس زوجہ مبارکہ کے بطن سے اللہ تعالےٰ نے حضور کو وہ فرزند موعود عطا کیا جس کے تولد کی خبر دیتے ہوئے اس نے الہاماً فرمایا تھا۔

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے

سے بپایۂ قبولیت جگہ دی ۔۔۔۔۔ سو
قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان
تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا
نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ فتح اور
ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر
تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو
زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے
نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں
دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ
اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ
لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام
برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی
تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور
تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا
ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین جانیں کہ میں
تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا
کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا
کے دین اور اس کی کتاب اور اس
کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور
تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی
نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے
سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور
پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی
غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے
ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل
ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (اس کے ساتھ فضل
ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ
صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ
دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور
روح الحق کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے
صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا
کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا
ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم
اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا
اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے
معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک
دوشنبہ۔ فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند۔ مظہر
الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء
کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول
بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب
ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی
رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس
میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ
اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور
اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین
کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں
اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ
آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ
اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔“

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

یہ عظیم الشان فرزند موعودؓ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو بفضلہ تعالیٰ تولد ہوا۔ الہامی پیشگوئیوں کے عین مطابق خلافتِ مسیح موعودؑ کے منصب جلیلہ پر ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو متمکن ہوا۔ اور بالآخر مشیتِ ایزدی کے ماتحت ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو "اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کی زندگی آپ کے باون سالہ دورِ خلافت کا ہر نیا دن بلکہ ہر لمحہ ایک نشانِ الٰہی کا درجہ رکھتا ہے۔ کیونکہ نہایت ناساعد حالات میں اور شدید ابتلاؤں اور مخالفتوں کے مقابل اللہ تعالیٰ دنیا میں آپ کے ذریعہ دین اسلام کی صداقت کا اظہار پے در پے فرماتا چلا گیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب بانی سلسلہ احمدیہ ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے تو اس وقت آپ کے مخالفوں نے یہ شور مچایا کہ اب یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کے ہاتھ پر جمع ہونے کا موقعہ دے دیا۔ اور وہ اس جماعت کے اسلامی اصول کے مطابق پہلے خلیفہ منتخب ہوئے آپ کی خلافت کے دوران میں مغربی تعلیم سے متاثر لوگوں نے اصولِ خلافت پر اعتراضات کرنے شروع کئے۔ اور یہ فتنہ بڑھنا شروع ہوا حتیٰ کہ ۱۹۱۴ء میں آپ فوت ہوئے تو ان لوگوں نے جو کہ خلافت کے مسئلہ کے خلاف تھے نظامِ سلسلہ کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی۔ راقم الحروف جو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت احمد علیہ السلام کا بیٹا ہے اس وقت ۲۵ سال کی عمر کا تھا۔ اور تمام مادی ذرائع سے محروم تھا جماعت کی باگ ڈور کلی طور پر ان لوگوں کے ہاتھ میں تھی جنہوں نے خلافت کے اصول کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا لیکن قادیان کی موجودہ جماعت کی کثرت جنہیں یہ باغی لوگ جاہلوں کی کثرت کہتے تھے اس بات پر مصر تھی کہ ہم خلافت کے طریق کو قرآنی احکام کے مطابق جاری رکھیں گے چنانچہ ان لوگوں کے اصرار پر میں نے جماعت احمدیہ سے بیعت لے لی۔ اور خلیفہ ثانی کے طور پر جماعت کی اسلام کی اور دنیا کی خدمت کا کام شروع کیا چونکہ جماعت کے سربرآوردہ اور بڑے لوگ مخالف ہو گئے تھے۔ اس لئے جماعت کی حالت اس وقت بہت خطرناک نظر آتی تھی اور بیرونی دنیا کی نظریں بھی اب اس امید سے اٹھ رہی تھیں کہ چند دن میں اس سلسلہ کی عمارت پاش پاش ہو جائے گی۔ مگر اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ وہ میری مدد کرے گا اور مجھے غلبہ دے گا اور میرے مخالفوں کو جو طاقتور ہیں کمزور کرے گا

اور ان میں تفرقہ پیدا کر کے انہیں پاش پاش کر دے گا۔ احمدیہ جماعت میں سے زیادہ تعلیم یافتہ اور زیادہ تجربہ کار آدمی نکل گئے۔ احمدیہ جماعت میں سے زیادہ مالدار اور زیادہ اثر و رسوخ والے آدمی الگ ہو گئے۔ وہ لوگ جو سلسلہ کا دماغ سمجھے جاتے تھے وہ اس سے کٹ گئے۔ میری عمر کے لحاظ سے خلافت سے بغاوت کرنے والا گروہ یہ آواز بلند کرتا تھا کہ سلسلہ کی باگ ڈور ایک بچہ کے ہاتھ میں چلی گئی ہے۔ اب یہ سلسلہ تباہ ہو کر رہے گا۔

لیکن وہ خدا کہ جس نے قرآن شریف نازل کیا ہے وہ خدا کہ جس نے اس دنیا کے لئے ایک روحانی نظام بنایا ہے۔ جس کے ماتحت یہ دنیا ترقی کر رہی ہے۔ وہ خدا جس نے احمد علیہ السلام مسیح موعود مہدی معہود کو بتایا تھا کہ وہ ان کی ذریت سے ۱۸۸۶ء سے لے کر نو سال کے اندر ایک لڑکا پیدا کرے گا۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جلد جلد ترقی کرے گا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا اور اسلام کو دنیا میں پھیلا کر اسیروں کی رستگاری اور مُردوں کے احیاء کا موجب ہو گا۔ اس کی بات پوری ہوئی اور اس کا کلمہ اونچا رہا۔ ہر روز جو طلوع ہوتا تھا وہ میری کامیابی کے سامانوں کو ساتھ لاتا تھا۔ ہر روز جو غروب ہوتا تھا وہ میرے دشمنوں کے تنزل کے اسباب چھوڑ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو میرے ذریعہ سے دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ قدم قدم پر خدا تعالیٰ نے میری راہنمائی کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج دنیا کے ہر براعظم پر احمدی مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں۔ قرآن جو ایک بند کتاب کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت اور مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے ہمارے لئے یہ کتاب کھول دی ہے اور اس میں سے نئے سے نئے علوم ہم پر ظاہر کئے جاتے ہیں دنیا کا کوئی علم نہیں جو اسلام کے خلاف آواز اٹھاتا ہو۔ اور اس کا جواب خدا تعالیٰ نے مجھے قرآن کریم سے ہی نہ سمجھا دیا ہو۔ ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت کو پیش کر

رہے ہیں۔ گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت
کروڑوں کروڑ گنے زیادہ ہیں۔ لیکن دنیا
خواہ کتنا ہی زور لگائے۔ مخالفت میں خواہ
کتنی ہی بڑھ جائے۔ یہ ایک قطعی اور
یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے،
ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں، زمین
اپنی حرکت سے رک سکتی ہے لیکن محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام
کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا
قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائیگی۔
اور دنیا اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے
بتوں یا انسانوں کی پوجا چھوڑ کر خدائے
واحد کی عبادت کرنے لگے گی اور باوجود
اس کے کہ دنیا کی حالت اس وقت قرآنی
تعلیم کو قبول کرنے کے خلاف ہے اسلام
کی حکومت پھر قائم کر دی جائے گی۔ اسی
طرح کہ پھر اس کی جڑوں کو ہلانا انسان کے
لئے ناممکن ہو جائے گا۔ اس شیطان
کی برباد کردہ دنیا کے جنگل میں خدا
نے پھر ایک بیج بویا ہے۔ میں ایک ہوشیار
کرنے والے کی صورت میں دنیا کو ہوشیار
کرتا ہوں۔ کہ یہ بیج بڑھے گا ترقی کریگا۔
پھیلے گا، پھلے گا اور وہ روحیں جو
بلند پروازی کا اشتیاق رکھتی ہیں۔ جن کے
دلوں کے مخفی گوشوں میں خدا تعالیٰ کے
ملنے کی تڑپ ہے وہ ایک دن اپنے مادی
خوابوں سے بیدار ہوں گی۔ اور بے تاب ہو کر
اس درخت کی ٹہنیوں پر بیٹھنے کے لئے
دوڑیں گی۔ تب اس دنیا کے فساد دور ہو جائینگے
اس کی تکلیفیں مٹا دی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ
کی بادشاہت پھر اس دنیا میں قائم کر دی
جائیگی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت انسان
کے لئے سب سے قیمتی متاع قرار پائے گی۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن)

یہ امر یاد رکھنا بہت ضروری ہے کہ حضرت بانی
سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے تمام نشانات اور پیشگوئیوں
کو سیدنا و مولانا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے
فیض اور قوت قدسی کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است

(درثمین فارسی)

پنڈت لیکھرام والے نشان کے سلسلہ میں حضور کی
ایک تحریر کا حوالہ دیا جا چکا ہے۔ منظوم کلام میں بھی
حضور نے لیکھرام والے نشان کی بابت فرمایا تھا ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

(درثمین فارسی)

اسی طرح مصلح موعودؓ کے نشان کے بارے
میں حضور فرماتے ہیں:۔
"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان

نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف الرحیم محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ واولیٰ واکمل وافضل واتم ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد اوّل)

المصلح الموعود کے زندہ جاوید اور عظیم الشان نشانِ الٰہی کے تسلسل میں نہایت ضروری ہے کہ عظیم الشان "فرزند نافلہ" کا بھی تذکرہ کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کی بشارت کے ساتھ ہی ایک مقام پر الہاماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "فرزند نافلہ" کی بشارت عطا کی تھی۔ فرمایا:۔

تریٰ نَسْلاً بَعِیْدًا۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَظْھَرِ الْحَقِّ وَالْعُلٰی کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَافِلَۃً لَّکَ۔ یعنی تو اپنی ایک دور کی نسل دیکھ لے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔"

(کتاب حقیقۃ الوحی)

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو ایک فرزند خاص کی خبر دی آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے بھی خدا تعالےٰ نے خبر دی ہے۔ کہ میں تجھے ایک ایسا لڑکا دوں گا جو دین کا ناصر ہوگا۔ اور اسلام کی خدمت پر کمربستہ ہوگا۔"

(المبشرات مولفہ مولانا دوست محمد شاہد)

اپنے منظوم کلام میں آپ اپنے اس فرزند خاص کی تعیین ان الفاظ میں فرماتے ہیں ؎

مرا ناصر مرا فرزند اکبر
ملا ہے جس کو حق سے تاج و افسر

اور آج وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "فرزند نافلہ" اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ناصرِ دین فرزند اکبر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کے عہدہ جلیلہ پر خدا تعالےٰ کی طرف سے فائز ہیں۔ متعنا اللہ بطول حیاتہ وایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرزند نافلہ یعنی مقدس پوتے کے منصب خلافت پر فائز ہوتے ہی بائبل کی وہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہوگئی جس کے ضمن میں طالمود (جوزف بارکلے) میں لکھا ہے۔

"It is also said that he (The Massiah) shall die and his Kingdom descend to his Son and grandson."

(باب نہم مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء)

یعنی مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد آپ کا فرزند اور آپ کا پوتا روحانی جانشین ہوں گے۔ (ایضاً)

پروگرام سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ مرکزیہ بابت سال ۱۳۵۷ ہش / ۱۹۷۸ء

۲۷ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۷ ہش / ۱۹۷۸ء بروز جمعۃ المبارک

اجلاس اول بعد دوپہر

۳-۳۰ تا ۳-۴۰	تلاوت قرآن کریم	مکرم حافظ مسعود احمد صاحب سرگودھا
۳-۴۰ تا	دعا۔ عہد و افتتاحی	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی جائے گی۔
۴۵ منٹ	ورزشی و تفریحی مقابلہ جات	
	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	

اجلاس دوم

۷-۳۰ تا ۷-۴۰	تلاوت قرآن کریم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۷-۴۰ تا ۷-۵۰ "	نظم	" قریشی عبدالرحمٰن صاحب سکھر
۷-۳۰ تا ۸-۰۰ "	درس قرآن کریم	" شیخ مبارک احمد صاحب
۸-۰۰ تا ۸-۱۰ "	درس حدیث	" مولوی محمد احمد صاحب جلیل
۸-۱۰ تا ۸-۲۰ "	درس ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	" حسن محمد خان صاحب عارف
۸-۲۰ تا ۸-۳۵ "	حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسولؐ	" مرزا عبدالحق صاحب سرگودھا
۸-۳۵ تا ۸-۵۰ "	برکاتِ خلافت	" مولوی غلام احمد صاحب فرخ

شب بخیر

۲۸ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۷ ہش / ۱۹۷۸ء بروز ہفتہ

۴-۳۰ تا ۵-۰۰ صبح	نماز تہجد	
۵-۰۰ تا ۵-۳۵ "	نماز فجر	

اجلاس سوم

۵-۳۵ تا ۵-۵۰	درس قرآن کریم	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
۵-۵۰ تا ۶-۰۵	درس حدیث (مشایعت جنازہ)	" شیخ نور احمد صاحب منیر
۶-۰۵ تا ۶-۲۰	درس ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ	" عبدالقدوس خان صاحب پشاور
۶-۲۰ تا ۷-۲۵	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	
	ا۔ سادہ زندگی	مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازیخاں
	ب۔ شفقت علی خلق اللہ	" مولوی فضل الٰہی صاحب انوری
	ج۔ حضورؐ کا خلق عظیم	" مولوی جلال الدین صاحب قمر
	د۔ عبد شکور	" چوہدری محمد شریف صاحب فاضل
۷-۲۵ تا ۸-۴۵	ناشتہ	

اجلاس چہارم

۸-۴۵ تا ۸-۵۳	تلاوت قرآن کریم	مکرم قاری محمد عاشق صاحب
۸-۵۳ تا ۹-۰۰	نظم	" چوہدری شبیر احمد صاحب
۹-۰۰ تا ۹-۳۰	سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم	
	ا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ	" مولوی نور الحق صاحب انور
	ب۔ حضرت عمر " " "	" چوہدری احمد مختار صاحب کراچی
۹-۳۰ تا ۱۰-۳۰	دعا۔ سالانہ رپورٹ کارگزاری	قائدین کرام مجلس مرکزیہ
	۱۔ انتخاب صدر و نائب صدر صف دوم	
	۲۔ مجلس شوریٰ	
۱۲-۳۰ تا ۳-۰۰	نماز ظہر و عصر و طعام	

اجلاس پنجم

۳-۰۰ تا ۳-۰۸	تلاوت قرآن کریم	مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
۳-۰۸ تا ۳-۱۵	نظم	" حکیم نذیر احمد صاحب ربوہ
۳-۱۵ تا ۳-۳۰	درس قرآن کریم	" مولوی محمد صادق صاحب سماٹری
۳-۳۰ تا ۴-۰۰	سیرۃ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام	

	۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ	مکرم شیخ محمد احمد صاحب مظہر
	ب۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ	" مرزا عبد الحق صاحب سرگودھا
۴،۰۰ تا ۴،۲۰	علماء کا ایک بورڈ حاضرین جلسہ سے بعض سوالات کریگا حاضرین میں سے تسلی بخش جواب نہ ملنے کی صورت میں بورڈ کے ارکان وضاحت فرمائیں گے	بورڈ کے ارکان ۱۔ مکرم قاضی محمد نذیر صاحب ۲۔ " مولوی عبد المالک خان صاحب ۳۔ " صوفی بشارت الرحمن صاحب
۴،۲۰ تا ۵،۵	۱۔ اجلاس ناظمین اعلیٰ / ناظمین اضلاع و مجلس عاملہ مرکزیہ ب۔ ورزشی مقابلہ جات ج۔ تقریری مقابلہ	
	عنوانات ۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ۲۔ برکاتِ خلافت ۳۔ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمتِ قرآن ۴۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	**منصفین** ۱۔ مکرم ملک مبارک احمد صاحب پروفیسر جامعہ ۲۔ " سید محمود احمد صاحب ۳۔ " سید احمد علی شاہ صاحب
۵،۷ تا ۷،۳۰	وقفہ برائے نماز مغرب و عشاء و طعام	
	اجلاس ششم	
۷،۳۰ تا ۷،۳۸	تلاوت قرآن کریم	مکرم سید احمد علی شاہ صاحب
۷،۳۸ تا ۷،۴۵	نظم	" مرزا انشار احمد صاحب
۷،۴۵ تا ۸،۰۰	اطاعتِ نظام	" صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
۸،۰۰ تا ۸،۱۵	اسلام کا درخشندہ مستقبل	" مولوی عبد المالک خان صاحب

شب بخیر

۲۹ اخاء / اکتوبر ۱۳۴۷ ہش ۱۹۶۸ء بروز اتوار

اجلاس ہفتم

۳،۳۰ تا ۵،۰۰	نماز تہجد	

۵.۰۰ تا ۵.۲۵	نماز تہجد	
۵.۳۵ تا ۵.۵۰	درس قرآن کریم	مکرم مولوی عبدالمالک خان صاحب
۵.۵۰ تا ۶.۰۵	درس حدیث	،، ملک سیف الرحمٰن صاحب
۶.۰۵ تا ۶.۲۰	درس ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ	،، چوہدری انور حسین صاحب شیخوپورہ
۶.۲۰ تا ۶.۳۵	قرآن کریم کے علوم کی ترویج و اشاعت	،، شیخ مبارک احمد صاحب
۶.۳۵ تا ۶.۵۰	تربیتِ اولاد	،، صوفی محمد اسحاق صاحب
۶.۵۰ تا ۷.۰۵	عبادتِ الٰہی (زمانی)	،، مولوی بشارت احمد صاحب بشیر
۷.۰۵ تا ۷.۳۵	ذکر حبیب علیہ السلام	زیر انتظام مکرم پروفیسر حبیب اللہ آغا صاحب
۷.۳۵ تا ۸.۴۵	وقفہ برائے ناشتہ	

اجلاسِ ہشتم

۸.۴۵ تا ۸.۵۲	تلاوت قرآن کریم	مکرم حافظ قاری محمد عاشق صاحب
۸.۵۲ تا ۹.۰۰	نظم	،، مولوی عبدالعزیز صاحب بھامڑی
۹.۰۰ تا ۹.۵۵	سوال و جواب (سوالات سیاست سے متعلق نہ ہوں گے)	مجیب: ۱- مکرم شیخ مبارک احمد صاحب ۲- ،، ملک سیف الرحمٰن صاحب ۳- ،، ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب
۹.۵۵ تا ۱۰.۱۰	نظم	مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب
۱۰.۱۰ تا	خطاب	،، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس
	نظم	،، ثاقب زیروی صاحب
۱۱.۲۰ تا	تقسیم انعامات و اسناد خوشنودی اختتامی خطاب۔ عہد و دعا۔	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی جائے گی۔

تمت بالخیر

۱- یہ اجتماع پرائیویٹ احاطہ میں منعقد ہو رہا ہے۔

۲- صدر مجلس کی اجازت سے پروگرام میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا اکیسواں (۲۱) سالانہ تربیتی اجتماع

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا اکیسواں مرکزی سالانہ اجتماع انشاء اللہ العزیز مورخہ ۲۷-۲۸-۲۹ اخاء/اکتوبر ۱۳۵۷ ہش / ۱۹۷۸ء بروز جمعہ، ہفتہ۔ اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا۔ یہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ خاص طور پر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور قلوب میں اثر پیدا کرنے والی نصائح سننے کا موقعہ ملتا ہے۔ حاضرین بزرگان سلسلہ اور اہل علم اصحاب کی پُر مغز تقاریر سے مستفید ہوتے ہیں۔ رقت سے پُر دعاؤں اور انابت الی اللہ کے جو مواقع اجتماع میں ملتے ہیں۔ ان کی لذت شامل ہونے والے احباب ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ دلوں میں ایک خاص قسم کی طمانیت اور سکون پیدا ہوتا ہے۔ امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت اور دوستوں سے ملاقات اس کے علاوہ ہے۔

آپ ازراہ کرم ابھی سے اس اجتماع میں شمولیت کے لئے انصار کو پُر زور تحریک فرمائیں۔ دستور اساسی انصار اللہ کے مطابق ناظمین اعلیٰ ناظمین اضلاع نیز زعمائے اعلیٰ و زعماء کی اس مرکزی اجتماع میں حاضری لازمی ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ صدر مجلس سے قبل از وقت رخصت حاصل کرلیں۔ براہ کرم مندرجہ ذیل امور کی طرف فوری توجہ فرمائیں۔

— ۰ اپنی مجلس کی طرف سے نمائندگان شوریٰ کا انتخاب کروا کر ان کے اسماء سے مرکز کو مطلع فرمائیں۔ قواعد کے مطابق ۲۰ اراکین یا اس کی کسر پر ایک نمائندہ مقرر ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ بلحاظ صحابی ہونے اور ناظمین اعلیٰ / اضلاع نیز زعمائے اعلیٰ / زعماء اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے ممبر ہوں گے۔ نمائندگان کی اطلاع مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ اخاء/اکتوبر مقرر کی گئی ہے۔ اس تاریخ تک آپ کی طرف سے اطلاع مل جانی چاہیئے

— ۰ چندہ سالانہ اجتماع :۔ یہ چندہ ماہوار آمد کا ½ ۲ فیصد سالانہ مقرر ہے بشرطیکہ ۳ روپے سالانہ سے کم نہ ہو۔ جملہ اراکین انصار اللہ سے وصول کر کے جلد بھجوا دیا جائے تا کہ اجتماع کے انتظامات احسن طریق پر سرانجام دیئے جا سکیں۔

اس مرکزی اجتماع کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بصورت احسن اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی توفیق بخشے آمین

محمد ابراہیم سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

وظیفہ انعامی برائے اطفال الاحمدیہ

اطفال میں دینی معلومات کا شوق بڑھانے کے لیئے ہر سال اطفال الاحمدیہ کے مرکزی سالانہ اجتماع کے موقعہ پر قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ کی طرف سے اطفال کے مقابلہ کے امتحان کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس مقابلہ میں اوّل اور دوم آنے والے اطفال کو مجلس کی طرف سے وظیفہ دیا جاتا ہے۔ امسال بھی انشاء اللہ اطفال کے مرکزی اجتماع کے موقعہ پر اطفال کے مقابلہ کا امتحان ہوگا۔ مجالس اپنے اپنے ہاں اطفال کو تحریک کریں کہ وہ اس مقابلہ کے امتحان کی تیاری کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں امتحان میں شریک ہوں۔

امتحان کا نصاب حسب ذیل ہے۔

۱۔ ترجمہ نماز
۲۔ قرآن کریم کی آخری دس سورتیں زبانی
۳۔ اسلام کے بنیادی عقائد
۴۔ تاریخ اسلام (نبیؐ کی زندگی) اور تاریخ احمدیت کے بارے میں موٹی موٹی باتیں
۵۔ احمدی اور غیر احمدی کے بارے میں فرق
۶۔ پاکستان کے بارے میں موٹے موٹے جغرافیائی تاریخی، سوشل حالات اور معلومات عامہ

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ہفتہ تربیت مجالس انصار اللہ

امسال خدا تعالےٰ کے فضل سے ۱۳ر اکتوبر تا ۱۸ر اکتوبر ہفتہ تربیت و اصلاح و ارشاد منایا جارہا ہے تربیت اور اصلاح و ارشاد کے سلسلہ میں مضامین پمفلٹ کی صورت میں زیر طبع ہیں اور انشاء اللہ تعالےٰ تمام مجالس کو جلدی بھجوا دیئے جائیں گے۔ زعماء صاحبان سے گذارش ہے کہ اس ہفتہ کو منانے کے لیئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور متعلقہ مضامین سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

(قائد تربیت انصار اللہ مرکزیہ)

النبوۃ والرسالۃ بقیہ ص ۲۸

پس بڑی سے بڑی نعمت مانگنے کو ناجائز نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ اپنی ذات کو اس سے مختص سمجھنا اور یہ سمجھنا کہ میں ہی اس شرف کا مستحق ہوں کسی غیر کو اس کا حق نہیں یہ غلط ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے سو وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا میں اپنی ذات کو پیش نہیں کیا جاتا بلکہ تمام مومن یہ دعا مانگتے ہیں کہ ہمیں اس نعمت نبوت سے محروم نہ رکھا جائے۔ بلکہ یہ فیض و رحمت ہم میں جاری رہے۔ اور ہمیشہ جاری رہے۔

باقی

اطاعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ھیں :-

اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے - مجاھدات کی اس قدر ضرورت نہیں ھے - جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے - مگر ھاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ھو - اور یہی ایک مشکل امر ہے - اطاعت میں اپنے ھوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ھوتا ہے ، بدوں اسکے اطاعت ھو نہیں سکتی - اور ھوائے نفس ھی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ھے - صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین جو جلالی اور جمالی رنگوں کو لئے ھوئے تھے ان میں ایک کشش اور قوت تھی جو بے اختیار دلوں کو کھینچ لیتی تھی - اور پھر آپؐ کی جماعت نے اطاعت الرسول کا وہ نمونہ دکھایا اور ان کی استقامت ایسی فوق الکرامت ثابت ھوئی کہ جو کوئی ان کو دیکھتا وہ بے اختیار ھو کر ان کی طرف چلا آتا تھا۔

غرض صحابہ رضؓ کی سی حالت اور وحدت کی ضرورت اب بھی باقی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اس جماعت کو جو مسیح موعود کے ھاتھ سے تیار ھو رھی ھے اس جماعت کے ساتھ شامل کیا ھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی - اور چونکہ جماعت کی ترقی ایسے ھی لوگوں کے نمونہ سے ھوتی ہے اس لئے جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ رضؓ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ھو اپنے اندر صحابہ رضؓ کا رنگ پیدا کرو - اطاعت ھو تو ویسی ھو ، باھم محبت اور اخوت ھو تو ویسی ھو - غرض ھر رنگ میں ، ھر صورت میں تم وھی شکل اختیار کرو جو صحابہ رضؓ کی تھی -،،   (الحکم نمبر ۵ ، ۱۹۰۱ء)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -